Iḥyāʾal ʿulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021
PP:62-80

OPEN ACCESS
Iḥyāʾal ʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

انسانی تہذیب وتمدن کے ارتقاء میں "انبیاء القرآن" کا کردار

The Role of Prophets (mentioned in Quran by names) in the Evolution of Human Civilization

Muhammed Rizwan Khan
Research Scholar Federal Urdu university Karachi
Dr. Hass Dr Hassan Imam
Chairman dept of Islamic studies Federal Urdu university Karachi
DOI: (https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.126)

Abstract

Civilization may be defined as set of features including Cultural, Literary and Social Advancement in a society or in similar communities. So it is regarded as sublime stage of human evolution. As Islam is a complete religion which gives directions to human being in all aspects of the life, so it claims to be the founder of civilization. The period of the advent of Islam was the period which formulated man inside the Arabian Peninsula, established the blocks of a new civilization that brought people out of the darkness to light, and placed the bases for enter man in Islamic society. However Islam claims that lay out of Civilization was already established before the birth of Holy Prophet(S.A) and all the prophets after Hazrat Adam(A.S) were continuously preaching the salient factors of this civilization, however it was completed and declared in written form(Al-Quran) during the period of Holy Prophet Mohammed (S.A.W). Reveletion was the core of formulating the creeds and Ideas of an individual, purifying him, creating Links and establishing the building upon which the entire nation is based. Allah said the truth when He said:"Indeed there has come to you from Allah a light(Prophet Mohammed peace be upon him)and a plain book(Sora Al-Maida:15:1)This Qur'an. Wherewith Allah guides all those who seek His good pleasure to ways of peace ,and He brings them out of darkness by His will unto light and guides them to to a straight

CC BY

way(Islamic Monothesim).Monothesim (Tawheed) ,Self,Purification, Dignity of Human being, Equality, Social Justice, Moral Values, Tolerance, Rule of Law and Freedom of Expression are some basic characteristics of Islamic Civilization.

***Keywords**: Civilization, Cultural, Social Justice, Moral Values, Tolerance.*

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث فرمائے مگر قرآن حکیم میں پچیس انبیاو رسل علیہم السلام کا تذکرہ موجود ہے جنہیں ہم "انبیاء القرآن" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ان تمام انبیاء پر بالاسماً ایمان لانا اور انہیں حق سمجھنا دین کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔اگر ایک شخص آنحضرت ﷺ سے تو بے پناہ محبت کا داعی ہے لیکن ان انبیاء میں سے کسی ایک پر ایمان و یقین نہیں رکھتا تو وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔جیسا کہ فرمان الٰہی ہے

" آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ[1]

ایمان لایا رسول (ﷺ) اس (کتاب) پر جو اتاری گئی اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اور (ایمان لائے) مومن (یہ سب دل سے مانتے ہیں) اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو (نیز کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اس کے رسولوں سے۔

الغرض تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔اس کی تکمیل کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ تمام انبیاء اس کڑی کے حصے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوتی ہے اور یہ زنجیر اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے ہر جزو پر ایمان نہ لایا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے جب اس کرہ ارض میں انسان کو اپنا خلیفہ بنایا تو اسے اس کائنات میں زندگی گذارنے کا ایک مکمل لائحہ عمل دیا جس پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی زندگی خدا کی مرضی کے مطابق بسر کر سکتا ہے اور ان مقاصد کی تکمیل کر سکتا ہے جس کیلئے اسے اس دنیا میں بھیجا گیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ احسان عظیم بھی فرمایا کہ اسے اس زندگی کے طور طریقے سکھانے کیلئے ہر قوم پر اپنے نبی مبعوث فرمائے جو ان اصولوں اور قواعد پر اسے عمل بھی کر کے دکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے وضع فرمائے۔

S.Abi Azar says:

The Prophetic example thereafter throughout the centuries has served Muslims communities as a guide for daily life and a restraint against assimilation into surrounding cultures.[2]

اسلام فقط چند عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے خواہ اس کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہو، معاش سے ہو، سیاست سے ہو یا عام زندگی کے رہن سہن کے طور طریقوں سے ہو۔ان تمام معاملات میں خدا کی ہدایت نہایت واضح ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء نے ان پر عمل کر کے انہیں قابل عمل بھی ثابت کیا۔

تہذیب و تمدن کی تعریف:

تہذیب و تمدن دونوں عام طور پر اردو میں یکساں معنوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن بعض مواقع پر ان کے الگ الگ استعمال سے ان کے معنوی فرق کا احساس بھی ہوتا ہے۔اس فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر ہم دیکھیں تو تہذیب کسی ایک سلسلہ کی روایتوں پر مبنی انسانی سماج کی ایک خاص درجہ تک ترقی کا نام ہوگا۔اس ترقی میں مادی وسائل، صنعت و حرفت، معاشرتی اور سماجی زندگی، مذہب اور علوم و فنون کے علاوہ سب سے بڑھ کر شہری زندگی کا قیام اور اس کی مرکزی حیثیت شامل ہیں۔اس طرح تہذیب کی اصطلاح سماج کے سبھی پہلوؤں کو محیط اور اس کی زندگی کے تمام تر متعلقات پر حاوی ہوگی۔

تہذیب کے مقابلہ میں تمدن کا دائرہ محدود معلوم ہوتا ہے۔عموماً اس سے مراد کسی ایک فرد یا گروہ کے رہن سہن کے انداز، لباس کا ستعمال وغیرہ ہے۔ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تہذیب کا لفظ تمدن سے کہیں زیادہ وسیع ہے ایک تہذیب میں کئی تمدن شامل ہو سکتے ہیں۔[3]

بایں ہمہ یہ بات کچھ غلط نہیں ہوگی کہ مذہب اور تمدن کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔کسی بھی تہذیب و تمدن کی معنویت اور اس کی مابعد الطبیعاتی بنیادیں کچھ مذہبی یا اس کے مماثل عقائد پر قائم ہوتی ہیں۔چنانچہ اگر کسی تمدن اور تہذیب کو ابتداءً میں کسی مرکزی مذہبی روایت کا سہارا نہ مل سکا تو اس کو بعد میں اپنی مکمل نشو و نما کیلئے کسی مذہبی رنگ کی تہذیب سے ناتا جوڑنا پڑا ہے۔اس کی مثال قدیم تاریخ میں رومی تمدن اور جدید دور میں یورپ کی مادی تہذیب سے دی جاسکتی ہے۔اول الذکر میں "پرستش شہنشاہ" کے مسلک نے اور ثانی الذکر میں "وطنیت" کی مذہب نما تحریک" نے تہذیبی سانچے میں مذہب کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔اس لحاظ سے جب دیکھا جائیگا تو اسلامی تہذیب و تمدن کی تشکیل اور ارتقاء میں اسلام کا ایک بنیادی اور کلیدی کردار قرار پائے گا۔

دوسری طرف اسلامی تہذیب کی ابتدائی تین صدیوں کے دوران مختلف قوموں کے درمیان لسانی اور ثقافتی وحدت قائم کرنے اور ان کو ایک واحد تمدنی سانچے میں ڈھالنے کے سلسلہ میں عربی زبان کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔دراصل مذہب اسلام اور عربی زبان وہ دو بنیادی عناصر ہیں جنہوں نے مختلف النوع اجزاء کے ساتھ مل کر گوناگوں خصوصیات کی معیاری اسلامی تہذیب کی تشکیل کی۔[4]

اسلامی تہذیب و تمدن:

انبیاء نے صرف عقیدہ و شریعت اور ایک دین "اسلام" ہی کی دعوت نہیں دی بلکہ وہ تہذیب و تمدن اور ایسے طرز حیات کے بھی بانی ہوتے ہیں جو "ربانی تہذیب" کہلانے کی مستحق ہے۔اس تہذیب کے کچھ مخصوص اصول و ارکان اور شعائر و علامات ہیں جن کے ذریعے یہ تہذیبوں اور جاہلی تمدنوں سے نمایاں طور پر ممتاز ہو جاتی ہے۔یہ امتیاز انسانی روح اور بنیاد میں بھی نمایاں ہوتا ہے اور تفصیلات و مظاہر میں بھی۔

مسلمانوں کی تہذیب کا پہلا عنصر دینی عقائد، اسلامی اصول عبادات اور اخلاقیات ہے۔یہ عنصر دنیا کے مختلف ممالک کے مسلمانوں کی تہذیبوں کا مشترک حصہ ہے۔مسلمان دنیا کے کسی بھی ملک، کسی گوشے میں بستے ہوں اور ان کی زبان ان کا لباس خواہ کچھ ہو یہ قدر مشترک ان میں ضرور پائی جاتی ہے اور اس کی بناء پر وہ ایک خاندان کے افراد اور ہر جگہ ایک ہی تہذیب

کے حامل نظر آتے ہیں۔اس مشترک عنصر کے لحاظ سے دنیا کے سارے مسلمان ایک مخصوص اور نمایاں تہذیب رکھتے ہیں۔ اوراس کیلئے ابراہیمی تہذیب سے زیادہ موزوں اور جامع لفظ نہیں۔[5]

اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام ہی سے تہذیب و تمدن کا یہ ارتقائی سفر شروع ہو گیا تھا لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس خداپرست تہذیب کے بانی و امام تھے۔اس تہذیب کی بنیادیں خدا کی توحید،اس پر ایمان اور اس کے ذکر، صحیح فطرت اور پاک باز دل،اللہ تعالیٰ سے تعلق و تقوی،انسانوں پر رحم اور ذوق سلیم پر رکھی گئی ہیں۔ابراہیمی اخلاق و طرز حیات اس تہذیب کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔جس کے بارے میں کہا گیا:

"إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيْب" (هود:۷۵)

ابراہیم بڑا شریف و حلیم،نرم دل اور خدا سے رجوع کرنے والا تھا۔

پھر فرمایا گیا:

"إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لأَوَّاهٌ حَلِيْم" (توبہ:۱۱۴)

ابراہیم یقیناً بڑا نرم دل اور بڑا شریف و بردبار تھا۔

اس تہذیب کے بانی و مؤسس حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ جو ان کے نسلی وارث بھی تھے انہوں نے اس تہذیب کو از سر نو ترتیب بھی دیا اور اس کی تکمیل بھی کی۔آپ ﷺ نے اس تہذیب میں از سر نو جان ڈال دی اور اس میں بقائے دوام کا رنگ پیدا کر دیا اور اس کے اصول و ارکان اس طرح مضبوط کئے کہ اسے ایک دائمی اور عالمگیر تہذیب کی شکل دے دی۔[6]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام انبیاء آپ ہی کی نسل سے تھے چنانچہ ان تمام نے اور ان سے پہلے آنے والے انبیاء نے بھی تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں جو کردار ادا کیا وہ ابراہیمی تہذیب کی خصوصیات کے عین مطابق تھا۔چونکہ دیگر انبیاء کی تعلیمات اور قصائص کا مأخذ قرآن کریم ہی ہے اسلئے یہ بات کہنے میں قطعی کوئی ابہام نہیں کہ تہذیب و تمدن میں ان کی تعلیمات بعینہٖ وہی ہونگی جو تعلیمات دین ابراہیمی کی تھیں اور جن کا اختتام خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیمات پر ہوا۔

ابراہیمی تہذیب کی بنیاد تین خصوصیات پر تھی۔ عقیدہ توحید- مسلمانوں کی زندگی میں اللہ کی یاد- شرافت و مساواتِ انسانی کا عقیدہ۔[7]

اسلامی تہذیب و تمدن کی تعمیر میں شریعت اسلامی کا کردار:

شریعت کی تعریف:

شریعت کے پانچ اجزا ہیں:

عقائد:

جیسے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور حضور ﷺ کو اس کا رسول سمجھنا اور تمام انبیاء اور الہامی کتب پر یقین رکھنا۔

عبادات:

جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ

معاملات:

معاملات میں تمام دنیاوی امور جیسے خرید و فروخت وغیرہ شامل ہیں

اخلاق:

وہ عادتیں جن کا ایک اچھے اور خدا کے پسندیدہ انسان میں ہونا ضروری ہے، جیسے تواضع، سخاوت وغیرہ

حسن معاشرت:

اس سے مراد لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا یعنی ایسی کوئی حرکت نہ کرنا جس سے کسی کو اذیت یا تکلیف پہنچے۔[8]

شریعت ان پانچوں اجزاء کے مجموعہ کا نام ہے اور مسلمانوں کیلئے ان سب کو اختیار کرنا ضروری اور لازم ہے۔معاشرت دین سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ دین کا ایک جزو ہے۔اس لئے کامل مسلمان وہ ہے جس میں یہ سب اجزا موجود ہوں۔[9]

عادتوں کی اصلاح بھی دین میں داخل ہے اور اسی کو تہذیب بھی کہتے ہیں۔اپنے معاملات،اعمال اور حرکات و سکنات، بول چال سب کی حفاظت ضروری ہے۔[۱۰]

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اسلام نے انسانی زندگی کے ہر گوشہ کیلئے انتہائی واضح ہدایات دی ہیں۔ان ہدایات میں کھانا پینا، لباس، باہمی تعلقات غرض ہر چیز کیلئے ایک لائحہ عمل دے دیا گیا ہے جس کے اندر رہتے ہو ہر شخص اپنے معاملات بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔مثلاً لباس کے معاملے میں اسلام نے ایک حد مقرر کر دی جس میں رہتے ہوئے آپ کوئی بھی لباس پہن سکتے ہیں اور وہ حد یہ ہے کہ ایسا کوئی بھی لباس پہنا جاسکتا ہے جس سے مرد و عورت کی ستر پوشی ہوسکے۔اب آپ پینٹ بھی پہن سکتے ہیں اور شلوار بھی۔اسی طرح خواتین کوئی بھی ایسا لباس پہن سکتی ہیں جس سے ان کی ستر پوشی کی شرائط پوری ہوتی ہوں۔

اسلام نے تہذیب و تمدن اور معاشرتی فلاح و بہبود کی جو تعلیمات اور احکامات دیئے وہ اس وقت تک کارگر نہیں ہو سکتے جب تک انسان ایک خالق کائنات پر یقین کامل حاصل نہ کرلے۔یہ ظاہری بات ہے کہ جب اسے خدا کی وحدانیت پر اور اسکی صفات پر یقین کامل ہوگا جب ہی وہ ان احکامات پر عمل پیرا ہوگا۔یہی وجہ ہے کے انبیائے سابقین کی تعلیمات کی بنیاد خدا کی وحدانیت تھی اس کے بعد دوسرے احکامات کی تعلیم دی گئی۔اور یہی انبیاء کی بنیادی ذمہ داری تھی۔جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

"وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ" (النحل:۳۶)

اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور بتوں کی (پرستش) سے اجتناب کرو۔

اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

"يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّيَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ" (الاعراف:۵۹)

اے لوگو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے۔

الغرض جب عقیدہ توحید مضبوط ہو تو انسان ان تمام احکامات پر عمل پیرا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ اس طرح

پہنچائے۔ چنانچہ تمام انبیاء نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک نے پہلے لوگوں کے دل و دماغ میں عقیدہ توحید کو راسخ کیا۔

Dr, Fazl Al-Rehaman Ansari says:

> *"Among the philosophers of the modern age, it is Kant who has made an important contribution (to the code of conduct)". But in the same paragraph he again comments in the following words: "But the code prescribed by him is through and through ideational and individualistic in character, because it does not attach importance to the duties of the moral agent towards the societal life."* [11]

اب اگر ہم الہامی مذاہب میں عبادات کا جائزہ لیں تو ان کا مقصد بھی معاشرے کی اصلاح اور ایک بہترین تہذیب و تمدن کا قیام تھا۔ مثلاً ہم اسلامی عبادات کا اگر جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ کس طرح ہماری معاشرتی زندگی اور تہذیب و تمدن پر اثر انداز ہوتی ہیں:

تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں انبیائے سابقین کا کردار:

میں پہلے اس بات کا تذکرہ کر چکا ہوں کہ انبیائے سابقین کی تمام تر تعلیمات قرآن مجید ہی سے ثابت کی جاسکتی ہیں کیونکہ ان کے تعلیمات پر مبنی جو کتب موجود ہیں وہ تحریف شدہ ہیں اور اس کا اعتراف خود ان کے ماننے والے کرتے ہیں۔ یہاں شاید یہ تو ممکن نہ ہو کہ ہر نبی کی کاوشوں کا تذکرہ کیا جائے جو انہوں نے تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں کیں اور ان تکالیف کا تذکرہ کیا جائے جو انہیں اس سلسلہ میں پیش آئیں، تاہم چند انبیاء کی کوششیں درج ذیل ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت آدم علیہ السلام وہ پہلے انسان تھے جنہیں زمین پر بھیجا گیا۔ ان کا سب سے بڑا کام تو یہی تھا کہ وہ پیدائش انسانی کے عمل کو جاری و ساری کریں تاکہ نوع انسانی کی تعداد بڑھے جس تک احکامات الٰہی پہنچائے جاسکیں۔ اس وقت آپ کی حیثیت اس استاد کی مانند تھی جس کی کلاس میں کوئی پڑھنے والا نہ ہو۔ چناچہ تہذیب و تمدن پر سب سے بڑا احسان تو آپ کا یہی ہے کہ آپ نے ان افراد کو جنم دیا جنہیں تہذیب و تمدن اور احکام الٰہی کا درس دیا جاسکے۔

ابن عساکرؒ نے حضرت انسؓ سے ایک رویت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام دونوں اکھٹے ننگے اتارے گئے۔ ان کے جسم پر جنّت کے پتوں کے علاوہ کوئی لباس نہ تھا۔ آدم علیہ السلام کو گرمی کا احساس ہوا تو رونے لگے اور حضرت حوا علیہا السلام سے کہنے لگے کہ مجھے گرمی سے تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام روئی لے کر آئے اور حوا علیہا السلام کو روئی کاتنے کا حکم دیتے ہوئے ان کو اس کا طریقہ بھی بتایا۔ آدم علیہ السلام کو کپڑا بننا سکھایا۔ شاید تہذیب انسانی پر اس سے بڑا کوئی احسان نہیں ہو سکتا۔[۱۲]

نکاح کے اصول:

تہذیب و تمدن میں نکاح کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی صبح اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی شام کو پیدا ہوتے تھے۔ اس وقت حکم الٰہی یہ تھا کہ صبح پیدا ہونے والا بیٹا شام کو پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اسی طرح شام کو پیدا ہونے والا بیٹا صبح والی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اس طرح نکاح کا سب سے پہلا تصور بھی حضرت آدم نے بحکم خدا نافذ کیا اور نکاح کا یہ تصور ہر قوم میں مختلف انداز میں موجود رہا ہے۔ [۱۳]

دفن کرنے کی سنّت:

اس وقت ابھی دفن کرنے کا طریقہ جاری نہیں ہوا تھا کیونکہ کسی کی موت واقع نہیں ہوئی تھی۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ یہ دنیا میں پہلا قتل اور پہلی موت تھی۔ اب وہ ہابیل کی لاش کو اٹھائے اٹھائے پھرتا پھرا کہ اس کا کیا کرے۔ اس نے ایک کوے کو دیکھا جو ایک مردہ کوے کو اپنی چونچ سے زمین کھود کر دفن کر رہا تھا۔ چنانچہ قابیل نے بھی اسی طرح ہابیل کو ایک گڑھا کھود کر دفن کیا۔ [۱۴]

مروجہ تجہیز و تکفین کے طریقے بھی حضرت آدم علیہ السلام ہی سے منسوب ہیں۔ حضرت ابن عباس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے جنازے پر چار تکبیریں پڑھیں۔ [۱۵]

تجہیز و تکفین و تدفین کا طریقہ بھی ہر قوم و نسلِ انسانی میں مختلف انداز میں موجود رہا ہے۔

خیمے تانبے اور لوہے کی صنعت کا آغاز:

جوں جوں حضرت آدم کی نسل بڑھتی گئی انسانی ضروریات بھی بڑھتی گئیں اور لوگوں نے اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے کچھ چیزیں ایجاد کر لیں جو آج بھی کسی نہ کسی صورت میں انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔

تورات کے مطابق حضرت آدم کے بیٹے قابیل جس نے ہابیل کا قتل کیا تھا اس کی اولاد میں "ابل" نام کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے خیمہ بنا کر سایہ حاصل کیا اور اس میں رہائش اختیار کی۔ اس کے بیٹے نوبل نے سب سے پہلے طبلہ، سارنگی بنائی۔ قابل ہی کی اولاد میں سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام بلقین تھا جس نے لوہے اور تانبے کی صنعت ایجاد کی۔ [۱۶]

حضرت ادریس علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ:

حضرت ادریس علیہ السلام کی جو تعلیمات مختلف کتب میں دستیاب ہیں وہ درج ذیل ہیں:

☆اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا۔

☆اخروی نجات کیلئے نیک اعمال اختیار کرنا

☆ہر معاملے میں عدل وانصاف سے کام لینا

☆پاکی اور پاکیزگی کے ساتھ رہنا

☆ہر موسم کے پھلوں اور پھولوں میں سے پہلی چیز صدقہ کرنا

☆ضرورت سے زیادہ طلب کرنے والا قناعت پسند نہیں ہوتا۔ [۱۷]

حضرت نوح علیہ السلام:

معاشرتی زندگی اور تہذیب و تمدن پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والی چیز لوگوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا

ہے جس سے وہ دوسری تہذیبوں اور ثقافتوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ سفر کا اس زمانہ میں مروج طریقہ گھڑسواری یا اونٹ پر سفر کرنا تھا۔ بحری سفر کا سب سے پہلے تصور حضرت نوح علیہ السلام نے پیش کیا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی بنائی۔ (۱۸)

بعض علمائے سلف نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول کی تو اللہ نے حکم دیا کہ زمین میں ایک درخت لگاؤ تاکہ وہ تیار ہو جائے تو اس لکڑی سے کشتی بنائی جائے۔ نوح علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور درخت لگایا اور ایک سو سال اس کے تیار ہونے کا انتظار کیا۔ پھر اس کو چیر کر کشتی کیلئے تختے بنائے اور اس کی تیاری میں بعض کے مطابق ایک سو سال اور بعض کے مطابق چالیس سال تھی۔[۱۹]

حضرت یوسف علیہ السلام:

قرآن حکیم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسے احسن القصص قرار دیا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ انسانی اخلاقیات کیلئے درس ہے۔ دراصل یہ صرف ایک قصہ یا واقعہ نہیں بلکہ فضائل اخلاق کی ایک پوری داستان ہے۔ یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی سے استقامت، استحکام، اعتماد اور یقین کا سبق ملتا ہے جو اسلامی معاشرے اور تہذیب و تمدن کا خاصہ ہے۔۔ امتحان، آزمائش، دولت و امارت کی شکل میں ہو یا غربت و افلاس، مصیبت و ہلاکت کی سورت میں ہو، ہر حال میں انسان کو اللہ پاک کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئیے اور اسی سے استقامت کی توفیق طلب کرنی چاہئیے۔ عزیز مصر کی بیوی اور حسین و جمیل مصری عورتوں کی ترغیبات پوری نہ کرنے پر قید و بند کے مصائب اور تمام مشکل مراحل میں کامیابی نسل انسانی کو استقامت کی تعلیم دیتی ہے۔

یوسف علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ کے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"اکرم الناس یوسف نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ"

لوگوں میں بزرگ تر یوسف نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں۔[۲۰]

کسی کو معاف کر دینا اسلامی معاشرے اور تہذیب و تمدن کی ایک بڑی علامت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے ان پر کیا ظلم نہیں ڈھائے، انہیں اندھے ویران کنویں میں دھکیل دیا لیکن جب حضرت یوسف کے سامنے وہ مجرم بن کر آئے تو آپ نے فرمایا:

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ" (یوسف: ۹۲)

آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

یہ ہے اسلامی تہذیب و تمدن اور حضرت یوسف کا یہ اقدام اس کی زندہ مثال ہے جو آنے والے نسلوں کی آج تک رہنمائی کر رہا ہے۔

خزانہ اور زراعت میں آپ کی کارکردگی:

انبیاء نے صرف عبادات و اخلاقیات ہی کا درس نہیں دیا بلکہ معاشرے میں پیش آنے والے ہر مسئلہ میں خدائی احکامات کے مطابق انسانیت کی رہنمائی کی۔

سورہ یوسف میں مذکور ہے کہ حضرت یوسف نے عزیز مصر سے کہا:

"قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلَى خَزَآئِنِ الأَرْضِ إِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌوَكَذَلِكَ مَكَّنِّا لِيُوسُفَ فِيْ الأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاء وَلاَ نُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ وَلَأَجْرُ الآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُوْنَ" (سورہ یوسف ۵۵تا۵۷)

آپ نے فرمایا مجھے مقرر کردے زمین کے خزنوں پر بے شک میں (ان کی) حفاظت کرنے والا (اور معاشی مسائل کا) ماہر ہوں۔یوں ہم نے تسلط (اور اقتدار) بخشا یوسف کو سرزمین مصر میں تاکہ رہے اس میں جہاں چاہے۔ہم سرفراز کرتے ہیں اپنی رحمت سے جسے چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر عمدہ کام کرنے والوں کا اور آخرت کا اجر (اس سے) یقیناً بہتر ہے جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کئے رہے۔[۲۱]

اب اس آیت پر غور فرمائیں۔حضرت یوسف فرماتے ہیں کہ میں مالی امور میں بڑی مہارت رکھتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ دولت کس طرح مفید اور نفع بخش مقاصد کیلئے استعمال کی جاسکتی ہے اور کس طرح ناجائز اور بے مقصد مسارف سے بچا جاسکتا ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ تجھے مال و خزانہ کا وزیر مقرر کردے۔

"انی حفیظ للخزائن بما لا یستحقھا علیم بوجوہ مصالحھا" [۲۲]

یعنی میں ناجائز اخراجات سے خزانہ کی حفاظت کر سکتا ہوں اور مفید اور نفع بخش مقامات پر خرچ کرنے کے اصولوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔[۲۳]

بادشاہ مصر نے ملک کا سارا خزانہ آپ کے سپرد کردیا اور سات سالوں میں زراعت کی طرف خاص توجہ مبذول کی، کاشتکاروں کو سہولتیں دیں، غیر آباد زمینوں کو آباد کیا گیا،بڑے بڑے وسیع و عریض گودام تعمیر کئے گئے۔اور پھر جب قحط سالی کی وجہ سے ہر طرف قحط سالی کے آثار نظر آنے لگے تو مصر کے لوگ نہ صرف یہ کہ اس قحط سالی سے محفوظ رہے بلکہ اپنا فالتو غلہ دوسری مملکتوں کے ہاتھ بیچ کر اپنی دولت میں اضافہ کیا۔اس دور میں آپ نے غلہ کی تقسیم کا انتہائی منصفانہ نظام قائم کیا اور ہر ایک کو انتہائی مناسب قیمت پر غلہ کی ایک مخصوص مقدار دی جاتی تھی۔اگر آپ یہ دونوں اقدامات نہ کرتے تو اس ہنگامی حالت سے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا۔

علمائے اسلام نے آپ کے اسی طریقہ کار کی روشنی میں حکومت وقت کو اجازت دی ہے کہ وہ ہنگامی حالات میں راشن سسٹم جاری کرے چنانچہ علامہ ابو بکر حصاص لکھتے ہیں:

"و فیما قص اللہ تعالیٰ علینا من قصۃ یوسف وحفظہٗ للاطعمۃ فی سنی الجدب وقسمتہٗ علی الناس بقدرالحاجۃ دلالۃ علیٰ ان الائمۃ فی کل عصرٍ ان یفعلوا مثل ذٰالک اذا خافوا ھلاک الناس من القحط" [۲۴]

حضرت یوسف علیہ السلام کا خزانہ و زراعت کا عہدہ خود طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص اپنے اندر امانت دیاری اور ذمہ داری پوری کرنے کی اہلیت پاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس عہدہ کا اہل سمجھتا ہے تو وہ امارت و ولایت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔[۲۵]

اب آپ غور کریں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے یہ اقدامات موجودہ دور کے معاشی نظام کو سنوارنے کیلئے ایک اہم سنگ میل ہے اور وہ یہ کہ غیر ضروری اخراجات سے بچا جائے اور ملکی خزانے کو نفع بخش کاموں میں صرف کیا جائے۔موجودہ ماہرین معاشیات جو انتہائی نامور یونیورسٹیز کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں جس نتیجہ پر آج پہنچے اسے صدیوں پہلے حضرت یوسف

نے بیان فرمادیا جو نہ کسی کالج کے فارغ التحصیل تھے نہ یونیورسٹی کے ہاں خدا کے نبی ضرور تھے اور یہ سب اسی کا فیض تھا۔اسی طرح راشن سسٹم کا اجراء حضرت یوسف ہی کا صوابدیدی عمل تھا جو آج دنیا کے بیشتر ممالک میں مروج ہے۔ غرض انسان کی معاشی، معاشرتی اور تہذیبی زندگی کے ارتقاء میں حضرت یوسف نے جو اقدامات کئے وہ آج بھی مشعل راہ ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام:

انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں حضرت داؤود علیہ السلام کا کردار انتہائی اہم ہے۔قرآن حکیم میں مذکور ہے:

"وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْد"

اور ہم نے داؤد کیلئے لوہا نرم کر دیا

کہتے ہیں کہ کہ لوہا ان کا ہاتھ لگنے سے نرم ہو جاتا تھا جیسے آٹا یا موم اور آپ جس طرح چاہتے اس کی شکل میں ڈھال دیتے۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو لوہا پگھلانے کا فن سکھادیا گیا ہو جسے آپ اسے بڑی آسانی سے پگھلا کر مختلف قالبوں میں ڈھال لیتے تھے۔ساتھ ہی زرہ سازی کا ہنر بھی سکھادیا اور اس کی باریکیوں سے بھی آگاہ کر دیا۔[۲۶]

موجودہ دور کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں لوہے کے استعمال کا دور ۱۲۰۰ اور ۱۰۰۰ قم کے درمیان شروع ہوا ہے اور یہی حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ ہے۔موجودہ عقبہ اور ایلہ سے متصل حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کی بندرگاہوں کے آثار قدیمہ میں جو بھٹی ملی ہے اس کے معائنے سے ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ اس میں بعض وہ اصول استعمال کئے جاتے تھے جو آج جدید زمانے کی بھٹیوں Blast Furnace میں استعمال ہوتے ہیں۔ظاہر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس جدید دریافت کو جنگی اور دفاعی اغراض کیلئے استعمال کیا ہو گا۔[۲۷]

حضرت سلیمان علیہ السلام:

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ نبی تھے جنہیں انتہائی شان و شوکت والی وسیع و عریض حکومت ہی عطا نہیں کی گئی بلکہ اس کے ساتھ وہ جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے اور جن ان کے طابع تھے اور آپ کے احکام بجالاتے تھے۔قرآن کی سورہ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا چیونٹیوں کی گفتگو سمجھ لینے کا ذکر ہے۔اسی طرح ملکہ سباء کا ایک پلک جھپکتے ہوئے تخت کا آپ کے پاس آجانا،آپ کی قوت، شان و شوکت اور جانوروں اور جنوں پر آپ کی حکومت ثابت کرتا ہے۔اس شان و شوکت اور اس قوت و عظمت کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسلامی معاشرت اور تہذیب و تمدن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور وہ ہے "ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہے تم بادشاہ ہو یا فقیر ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا۔جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عظیم الشان سلطنت کا بادشاہ ہونے اور جانوروں کی زبان سمجھنے پر اللہ تعالیٰ کا کیا:

"وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ" (النمل: ۱۹)

کہا اے میرے رب! مجھے یہ توفیق دے کہ میں تیرا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کیا ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جو تجھ کو پسند ہوئے اور مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

دراصل اسلامی تہذیب و تمدن کی اساس صبر اور شکر ہیں اور تمام انبیاء نے اپنے قول و فعل سے اس کا بھرپور مظاہرہ

کیا۔ کسی تکلیف پر صبر کرنا اور کسی راحت پر شکر کرنا چاہے وہ منجانب اللہ ہو یا کسی انسان کی طرف سے ایک صحت مند معاشرہ اور تہذیب و تمدن کیلئے ضروری ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام:

حضرت ایوب علیہ السلام مالدار، کثیر الاولاد، صاحب عزت، تندرست و توانا آدمی تھے۔ خدا کی رضا کے ہمیشہ طالب اور مصیبت کے وقت صابر تھے۔ مساکین اور گرباء کی مدد اور مظلوم کی فریاد رسی ان کی عادت تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا اور سب کچھ ختم ہو گیا، شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ آپ کے حالات کی خبر آپ کے دوستوں کو ہوئی تو وہ آپ کی عیادت اور مزاج پرسی کیلئے آئے اور آپ کے سامنے ہی یہ مکالمہ شروع کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "انسان پر کوئی مصیبت بغیر گناہ کے نہیں آتی، اسلئے جو مبتلائے مصیبت ہے وہ گناہ گار ہے اور اس کا اسے اعتراف و توبہ کرنا چاہئیے۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں نے کوئی معصیت نہیں کی ہے جس کی خدا کی طرف سے یہ جزا ہو بلکہ یہ عالم قدر و قضا ہے جس کیلئے کوئی سبب درکار نہیں ہے۔ خدا کے اسرار و مصالح لا محدود ہیں اور ان کی معرفت سے انسان عاجز ہے اور پھر آپ کی یہ دعا صبر و شکر اور اپنے خدا پر رحمٰن و رحیم کے یقین کی انتہا ہے:

"وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ" (الانبیاء: ۸۳)

اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے

دعا کا انداز کس قدر لطیف اور مؤدبانہ ہے۔ اپنی تکلیف کا صرف اجمالی ذکر ہے۔ اس کے بعد یہ کہہ کر رک جاتے ہیں کہ تو ارحم الراحمین ہے، آگے شکوہ نہ شکایت نہ مدعا کا مطالبہ۔[۲۸]

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام انبیائے کرام میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کم عمری ہی سے رشد و ہدایت سے نوازا، ان کو رسول اور اپنا خلیل اللہ بنالیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

"وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيْمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِه عَالِمِيْنَ" (الانبیاء: ۵۱)

اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم ان کے حال سے واقف تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انبیائے سابقین کی طرح اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت کی تعلیم دی اور اللہ کے سوا کسی کو عبادت کے قابل نہ سمجھنے کی دعوت دی۔ آپ نے اس کی ابتداء اپنے گھر سے کی جیسا کہ انبیاء کی دعوت تبلیغ کا شعار رہا۔ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف بے شمار آزمائشوں میں ڈالا بلکہ بے شمار نعمتوں سے بھی نوازا۔ نمرود نے آپ کو آگ میں ڈالا لیکن یہ آگ آپ کے پایہ استقلال کو متزلزل نہ کر سکی۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ کی نسل میں سب سے زیادہ انبیاء پیدا ہوئے جن میں آپ کے صاحبزدگان حضرت اسماعیل اور اسحاق بھی شامل تھے۔ آپ نے بھی دیگر انبیاء کی طرح انسانی معاشرت اور تہذیب و تمدن کے ارتقائی عمل میں حصہ لیا اور اسکی ابتداء عقیدہ توحید کی تبلیغ سے کی۔[۲۹]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناقابل فراموش خصوصیات کچھ یوں ہیں:

۱: آپ پہلے نبی تھے جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت فرمائی اور اپنی زوجہ اور نوزائیدہ بچے کو تنہا خدا کے بھروسہ پر

چھوڑ دیا۔

۲: آپ وہ واحد نبی تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے اسماعیل کو قربانی کیلئے بغیر کسی تأمل کے پیش کر دیا

۳: اس موقع پر حضرت اسماعیل کا رویہ اس بات کا غماز ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی تربیت کس طرح فرمائی تھی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام:

ہر تہذیب میں خصوصاً اسلامی تہذیب و تمدن میں ماں باپ کیے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی بار بار مختلف انداز سے تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم بنی اسرائیل کو وہ وعدہ یاد دلاتا ہے جو اللہ نے اپنے نبیوں کے ذریعہ ان سے لیا تھا۔ اس میں اللہ کی عبادت کے بعد سب سے پہلے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر موجود ہے۔ فرمایا گیا:

"وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَاءِيْلَ لاَ تَعْبُدُونَ إِلاَّ اللّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً" (البقرہ: ۸۳)

اور یاد کرو جب ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا

ایک اور جگہ فرمایا گیا:

"وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانا" (النساء: ۳۶)

اور عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک ٹھہراؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

ان آیات اور ایسی ہی دیگر قرآنی آیات پر غور کریں تو نتیجہ یہی برآمد ہوگا کہ حسن سلوک میں ہر اعتبار سے اولیت والدین کو حاصل ہے۔ چاہے مالی تعاون سے حسن سلوک ہو اور یا دوسرے طریقوں سے سے عقل اسے بھی تسلیم کرتی ہے۔[۳۰]

والدین کے ساتھ حسن سلوک ہر تہذیب کا حصہ رہا ہے لیکن اسلام نے اسے جتنی اہمیت دی وہ کسی دوسری تہذیب میں نہیں۔ نام نہاد مغربی تہذیب نے تو اس کا جنازہ ہی نکال دیا۔ بچہ بالغ ہونے کے بعد ماں باپ کے ساتھ رہنے تک کا روادار نہیں۔ ماں باپ کو Old Homes میں جمع کرا دیا جاتا ہے۔

لیکن اسلام نے خدا کے بعد ماں باپ کا درجہ رکھا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا جس کی مثال تاریخ عالم میں نہ ملتی ہے نہ ملے گی۔ یہ واقعہ قرآن پاک میں بھی مذکور ہے اور دیگر کتب میں بھی کہ حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب مصداق وحی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے جب صبح کو اس خواب کا تذکرہ حضرت اسماعیل سے کیا جو ابھی کمسن تھے تو آپ نے یہ تاریخی جواب دیا:

"قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِن شَاء اللّهُ مِنَ الصَّابِرِيْن" (الصّٰفّٰت: ۱۰۲)

کہا کہ ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے وہ کر گزریں، آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائینگے۔

اور پھر واقعتاً حضرت ابراہیم نے آپ کو ذبح کرنے کیلئے لٹا دیا۔ اس کی تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے اور آج بھی یہ سنّت ابراہیمی مسلمان ادا کرتے ہیں۔ مقصد تحریر یہ ہے کہ کیا آج کی اولاد اپنے والدین کا حکم ماننے میں اس حد تک جا سکتا ہے۔ غرض اسماعیل علیہ السلام نے والدین کے تعمیل حکم کی مثال قائم کر دی۔ یہ تہذیب و تمدن کا وہ یادگار سبق تھا جو لوگوں کو

آج تک از بر تو ہے مگر اسپر عمل کرنے سے گریزاں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

قرآن حکیم میں جتنی آیات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں اتنی کسی اور نبی کے بارے میں نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ جس قوم پر نبی بنا کر بھیجے گئے وہ انتہائی بگڑی ہوئی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر جتنی رحمتوں کا نزول فرمایا کسی دوسری قوم پر نہیں ہوا۔ ان پر من و سلویٰ (یعنی پکا پکایا کھانا) نازل ہوتا تھا لیکن یہ انتہائی ناشکری قوم تھی۔ حضرت موسیٰ قوم کو فرعون کا سامنا تھا جو خدائی کا دعوی کرتا تھا جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے:

"وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِيْ مِن تَحْتِيْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَاءِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ" (الزخرف: ۵۱۔۵۳)

فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کیا کہ اے میری قوم! کیا میں مصر کے تاج و تخت کا مالک نہیں ہوں اور میرے محل کے نیچے یہ نہریں بہہ رہی ہیں، کیا تم میرے اس جاہ و جلال کو نہیں دیکھتے؟ بتاؤ کیا میں بہتر ہوں یا یہ شخص جسے عزت بھی حاصل نہیں اور جو صحیح بات بھی نہیں کر سکتا۔ اگر یہ اپنے خدا کے یہاں عزت والا ہے تو کیوں نہیں اس پر سونے کے کنگن اتارے جاتے؟ یا (کیوں) اس کے ساتھ فرشتے پرے باندھ کر (نہیں) آجاتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا:

"اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى" (طٰہٰ: ۲۴)

فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش بن گیا ہے

موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی کی تعمیل سے پہلے دعا فرمائی:

"قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِيْ، يَفْقَهُوا قَوْلِيْ، وَاجْعَل لِّيْ وَزِيْراً مِّنْ أَهْلِيْ، هَارُونَ أَخِيْ، اشْدُدْ بِهِ أَزْرِيْ، وَأَشْرِكْهُ فِيْ أَمْرِيْ، كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْراً، وَنَذْكُرَكَ كَثِيْراً، إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيْراً، قَالَ قَدْ أُوتِيْتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى (طٰہٰ ۲۵ تا ۳۶)

عرض کی اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر مقرر کر دے۔ وہ کون؟ میرا بھائی ہارون۔ اس سے میری کمر مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر، کہ ہم کثرت سے تیری پاکی بیان کریں اور کثرت سے تیرا ذکر کریں۔ بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تیری مانگ تجھے عطا ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان انبیاء میں شامل ہیں جن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا اور آپ کو معجزات عطا فرمائے تاکہ اس بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کی جاسکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی چیز کی تبلیغ کی جس کی ان سے پہلے آنے والے انبیاء کرتے رہے، یعنی توحید اور معاشرے میں پیدا بگاڑ کے خلاف جہاد۔ ان کی مخالفت اس قدر بڑھی کہ انہیں سولی پا

چڑھادیا گیا مگر مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور آپ کے ہم شکل ایک شخص کو سولی دے دی گئی۔ حضرت عیسیٰ انتہائی پاکیزہ اور نرم مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا ہر گز ایسی بات نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔[۳۱]

خاتم النبیین، امام المرسلین، محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ:

اپنے محبوب ترین بندے، خاتم النبیین۔ مقصود کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پھولوں کی سیج پر نہیں بھیجا تھا بلکہ دنیا کی جاہل ترین قوم میں مبعوث فرمایا تھا۔ اس قوم میں معاشرتی اقدار، تہذیب و تمدن کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کردینا، شراب، جوا، آپس کی لڑائیاں جو نسل در نسل چلتی تھیں اس قوم کا شعار تھیں۔ سب سے مشکل کام اور اس کیلئے انتخاب اپنے محبوب کا اور تکالیف جو آپ ﷺ نے برداشت کیں وہ مجموعی طور پر تمام انبیائے سابقین سے زائد تھیں۔ پیدا ہونے سے پہلے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ محض چھ سال کے تھے کہ ماں کا سایہ عاطفت بھی سر سے اٹھ گیا۔ دادا نے پرورش کا بیڑا اٹھایا تو وہ بھی کچھ عرصہ بعد آپ کو تنہا چھوڑ گئے اور ذمہ داری آپ کے چچا ابوطالب کے کندھوں پر آپڑی۔

پھر دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ قوم جو آپ ﷺ کو صادق و امین کہتے نہ تھکتی تھی، اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتی تھی، ہر معاملہ میں آپ ﷺ کو اپنا حکم بناتی تھی اسے جب توحید کا پیغام دیا گیا تو اس نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کو لہو لہان کردیا، شعب ابی طالب میں آپ کو قید رکھا لیکن آپ ﷺ نے اس قوم کیلئے کبھی بددعا نہ کی کیونکہ آپ کو تو دو جہانوں کیلئے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ ﷺ کی زندگی کو تو لوگوں کیلئے نمونہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ پھر تاریخ نے وہ وقت بھی دیکھا جب اس نبی محترم نے مکہ فتح کرلیا لیکن فتح کے اس موقع پر آپ نے اپنے جانی دشمنوں سے فرمایا میں آج تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" (یوسف:۹۲)

آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔

پھر تاریخ انسانی نے وہ منظر بھی دیکھا جب ایک غلام حبشی عجمی کعبہ کی چھت پر ہے اور عرب کے حسین و جمیل صاحب زبان سردار نیچے کھڑے ہیں اور بلالؓ آپ کے حکم پر کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر آذان دے رہے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے قومیت کا جو تصور پیش کیا وہ علاقائی، جغرافیائی اور رنگ و نسل اور زبان کی قیود سے آزاد تھا۔ ابوجہل کو اسلامی قومیت سے نکال دیا گیا مگر بلال حبشی کو شامل کرلیا گیا۔ آپ نے قوم کی تعمیر "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان" کی بنیاد پر رکھی۔ آپ نے اخلاقیات کا وہ عظیم درس دیا اور اس پر عمل کرکے دکھایا کہ خالق کائنات نے فرمادیا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب:۲۱)

بے شک رسول اللہ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

اس آیت نے تہذیب و تمدن اور معاشرت کی سب کتابوں کو بند کردیا اب رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی انسانیت کیلئے

قابل عمل نمونہ ٹھہری۔ آپ ﷺ کے اقوال، اور آپ ﷺ کی سنّت جو عین احکام قرآنی کے مطابق تھے وہی ہماری معاشرت قرار پائی اور وہی ہماری تہذہب و تمدن ہے۔

Dr. Majid Ali says:

> *"During the last two centuries (18th and 19th) they (Orientalists) put their efforts at stake to have hostile criticism on the life of the messenger of Islam, Muhammad (P.B.U.H.)[32]"*

حضرت عائشہؓ سے ایک بار آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"کان خلقه القرآن"[۳۳]

آپ کے اخلاق قرآن تھے۔

یعنی قرآن حکیم اپنے ماننے والوں سے جس اخلاقی معیار کا تقاضہ کرتا ہے آپ ﷺ کے اخلاق عین اس کے مطابق تھے۔ یہی نہیں آپ ﷺ نے معاشرت، سیاست، معیشت غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں واضح ہدایات نہ دی ہوں اور یہی وجہ تھی کہ مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد جب تک خلافت راشدہ کا دور رہا، دنیا میں چین، امن، سکون اور خوشحالی رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بعد یہ آیت نازل فرما کر بعثت انبیاء کے اس سلسلہ کو آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ختم فرمایا، دین کو مکمل کرنے کا اعلان فرمایا اور اسلام کو ہمیشہ کیلئے بطور دین پسند فرمایا اور اپنی نعمتوں کی تکمیل کا اعلان کیا:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً" (مائدہ: ۳)

آج میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر میری نعمتوں کا نزول پورا ہوا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

Maurice Bukaille says:

"In view of the level of knowledge in Muhammad's day, it is inconceivable that many of the statements in the Holy Quran which are commented with the science could have been the work of a man." [۳۴]

اس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والا تہذیب و تمدن کا یہ سفر، انسانی اصلاح کا یہ عمل خاتم النبیین ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ میں ناچیز اس موضوع پر اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر لکھنے والوں نے کئی کئی جلدوں پر مشتمل سیرت النبی ﷺ کی کتب لکھی ہیں۔ دنیا میں کوئی دوسرا ایسا نہیں نہ ہوگا جس پر اتنا لکھا گیا ہو۔

جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اب اسلام ہی ہماری معاشرت، تہذیب اور تمدن ہے۔ ہر معاشرے اور اقوام کی عادات واطوار، بود و باش اور کھانے پینے کے انداز ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ تہذیب و تمدن انسانوں کی عزت و عظمت کا معیار ہی نہیں بلکہ افراد کو یکجا اور متحد رکھنے میں اس کا بڑا دخل ہے۔ جس طرح نظریات انسان کو ایک دوسرے کے قریب اور دور کرتے ہیں، یہی قوت تہذب و تمدن میں کارفرما ہے۔ اسلئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

"من تشبّہ بقومٍ فھو منھم"[۳۵]

جس نے اپنی تہذیب کو چھوڑ کر کسی دوسری قوم کی تہذیب وتمدن کو اپنایا وہ انہیں میں سے سمجھا جائیگا۔

لہٰذا ضروری تھا کہ اسلامی تہذیب و تمدن کو نمایاں اور مسلم امّہ کو ممتاز رکھنے کیلئے اسی فکر، یکسوئی اور حسن عمل سے آراستہ کیا جاتا جس کی نظیر کوئی پیش نہ کرسکے تاکہ امت اس قوت کے ساتھ اقوام عالم کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام اور آخرت میں کامیابی کا اعزاز پائے اسی مطمع نظر کیلئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک آنے والے انبیاء کوشش کرتے رہے، پھر خاتم النبیین ﷺ کی زندگی جب تہذیب و تمدن، اخلاقیات اور حسن معاشرت کا نمونہ بن گئی تو فرمایا گیا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب:۲۱)

بلا شبہ اللہ کے رسول تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

یعنی اب یہ بات ہمیشہ کیلئے طے ہوگئی کہ وہی تہذیب وتمدن بارگاہ رب العزت میں قابل قبول اور قابل ستائش ہے جو قرآن کے احکامات اور اس کے حبیب ﷺ کی سنّت واقوال کے مطابق ہو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان انبیاء علیھم السلام اور خاص طور پر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔یہی مقصود حیات ہے اور یہی تخلیق انسانی کا مقصد ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

۱:البقرہ:۲۸۶

Al-Quran:1,286

2: The Prophetic Medicines by Ibne Qayyim, rendered to English by S. Abi Azar, Published by Dar-ul-Ishaat, Karachi in 1997.

۳:اسلامی تہذیب وتمدن، عمادالحسن فاروقی، نگارشات، میاں چیمبر، ٹمپل روڈ لاہور ص:۱۱-۱۵

Islami tehzeeb o tamadan, Amadul hasan farooqi, nigarshat, mian chamber, tample road Lahore p 11-15

۴:اسلامی تہذیب وتمدن، عمادالحسن فاروقی، نگارشات، میاں چیمبر، ٹمپل روڈ لاہور ص:۱۳

Islami tahzeeb o tamadan, imadul hassan farooqi, nigarshat, mian chamber, tample road Lahore p 13

۵:اسلامی تہذیب وثقافت، سید ابوالحسن علی ندوی، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص:۳۹

Ismali tahzeeb o saqafat, syed abu al hassan ali nidwi, dawa academy bain ul aqwami university Islamabad, p 39

۶:اسلامی تہذیب وثقافت، سید ابوالحسن علی ندوی، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص:۳۹

Islami tahzeeb o saqafat, syed abu al hassan ali nidwi, dawa academy bain al aqwami university Islamabad, p 39

۷:اسلامی تہذیب وتمدن، عماد الحسن فاروقی، نگارشات، میاں چیمبر، ٹمپل روڈ لاہور ص:۱۳

Islami tehzeeb o tamadan, imad al hassan farooqi, nigar shat, mian chamber temple road Lahore p13

۸: تسہیل المواعظ، مولانا اشرف علی تھانوی، ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ کراچی، محرم ۱۴۳۵ھ

Tehseel al moaiz, mollana ashraf ali tahanawi, nasher: adara talifat ashrafia Karachi, mahram 1435

۹: حسن العزیز، مطبوعہ بیروت

Husan al aziz, publisher beroot

۱۰: مجالس الحکمۃ، آداب معاشرت، مطبوعہ فرید بک ڈپو لاہور

Majalas al hikma,, adabe muhashirat publisher fareed book dapo lahore

۱۱: The Quranic Foundations and the structure of Muslim Society by Dr. Fazlur Rahman Ansari, Published by Trade and Industry publications, Karachi in 1973.

۱۲: قصص الانبیاء، امام حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیرؒ، ص:۳۰، توصیف پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء

Qasas al imbia, imam hafiz imaduddeen abualfida ibn qaseer, p 30, toseef publications, 2018

۱۳": تاریخ انبیائے قرآن، مولانا پروفیسر عباس قادری، ص:۴۵، مکتبہ فیض القرآن کراچی

Tareeqal imbiay Quran, molana professor abbass qadri, p 45 maqtaba faiz al quran karachi

۱۴: البدایہ والنہایہ، ص:۱۸، ج:۱، طبع ۱۹۸۷ء، مطبع نفیس اکیڈمی کراچی

Albadaiya wanhaya, p 18, V:1 taba 1987, matba nafees academy karachi

۱۵: مسند احمد۔ مجمع الزوائد، امام احمد بن حنبل

Masnad ahmed majma alzawahid, imam ahmed bin hanbal

۱۶: قصص الانبیاء، امام حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیرؒ، ص:(۴۶۔۴۷)، توصیف پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء

Qasas al Ambia, imam hafiz imad adeen abu alfida ibn qaseer p 46-47 toseef publications, 2018

۱۷: تاریخ انبیائے قرآن، مولانا پروفیسر عباس قادری، ص: ۴۵، مکتبہ فیض القرآن کراچی

Tareekh al imbia Quran, molana professor abbass qadri p 45, maqtaba faiz al Quran karachi

۱۸: قصص الانبیاء، امام حافظ عمادالدین ابوالفداء ابن کثیرؒ، ص: ۷۶، توصیف پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء

Qasas al imbia, imam hafiz imaddudin abu alfida ibn qaseer, p76, toseef publications, 2018

۱۹: قصص الانبیاء، امام حافظ عمادالدین ابوالفداء ابن کثیرؒ، ص: ۷۶، توصیف پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء

Qasas al Ambia, imam hafiz imad Uddin abu alfida ibn qaseer, p76 toseef publications, 2018

۲۰: بخاری کتاب التفسیر، ص: ۴۷۹، ج: اول، نور محمد کتب خانہ کراچی

Bukhari kitabaltafseer, p 479 V 1, noor Muhammad kutab khana karachi

۲۱: ترجمہ: ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی

Tarjama: Zia al Quran peer qaram shah alzehri, zia al quran publications Lahore karachi

۲۲: تفسیر مظہری، زیر آیت ھذا، ج: ۵، ص: ۱۷۳

Tafseer muzheri, zer ayat haza, V 5, p 173

۲۳: تفسیر "ضیاء القرآن" پیر کرم شاہ الازہری، ص: ۴۳۸، ج: دوم

Tafseer "zia al quran" peer qaram shah alzuhri, p: 438, V 2

۲۴: احکام القرآن از حصاص، ج: ۳، ص: ۱۷۶

Ahkam al Quran az hasas, V 3 p 176

۲۵: تفسیر قرطبیؒ، زیر آیت ہذا، جز: ۹، ص: ۲۱۶

Tafseer qurtabi, zer ayat haza, juz: 9 p: 216

۲۶: تفسیر قرطبیؒ جز: ۱۴، ص: ۶۸-۲۶۷

Tafseer qurtabi V:14, p: 68-267

۲۷: تفہیم القرآن سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، ص: ۱۷۵-۱۷۸ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

Tafheem al Quran syed abu alahla mododi, p 175-178 adara tarjaman al Quran lahore

۲۸: تاریخ انبیائے قرآن، مولانا پروفیسر غلام عباس قادری، مکتبہ فیض القرآن کراچی، ص: ۲۶۶-۲۶۷

Tareekh al imbia Quran, molana professor gulam abbass qadri, maqtaba faiz al Quran Karachi p 266,267

۲۹: تاریخ انبیائے قرآن، مولانا پروفیسر غلام عباس قادری، مکتبہ فیض القرآن کراچی

Tareekh al imbia Quran, molana professor gulam abbass qadri, maqtaba faiz al Quran

Karachi

۳۰: اچھا برتاؤ، حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری، ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ص: ۲۸

Acha bartao hazrat allama syed sahadat ali qadri, nashir: zia al Quran publications Lahore, p28

۳۱: مسند احمد، مصنف امام احمد ابن حنبل

Masnad ahmed, musnaf imam ahmed ibn hanbal

۳۲: Muhammad the Final Messenger by dr. Majid Ali, Published by sh. M. Ashraf, New Anar Kali Lahore in 1996.

۳۳: صحیح بخاری شریف، ابو بن عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری

Sahi bukhari shareef, abu bin Abdullah Muhammad bin ismail al bukhari

۳۴: Quran, Bible and Science by Maurice Bucaille, published by Islamic Book Science, Lahore in 1995.

۳۵: مشکوۃ۔ کتاب اللباس، مصنف: امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب، مطبوعہ: فرید بک اسٹال لاہور

Mishkat, imam wali Uddin Muhammad bin Abdullah alkhateeb, matbooha, fareed book stall Lahore.